

کہتے ہوئے ایسا کرنا تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ جو کچھ تم انھیں دے چکے ہو اس میں
 ہے کچھ واپس لے لو۔ البتہ یہ صورت مستثنیٰ ہے کہ زوجین کو اللہ کی حدود پر قائم نہ رہ
 سکنے کا اندیشہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی
 حدود پر قائم نہ رہیں گے، تو ان دونوں کے درمیان اس طرح معاملہ ہو جائے میں
 کچھ مضائقہ نہیں کہ عورت شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی (خلع) حاصل کر لے۔
 یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ ان سے تجاوز نہ کرے۔ اور جو لوگ اللہ کی حدوں
 سے تجاوز کریں گے تو وہ ظالم ہوں گے۔ (۲۶۹) پھر اگر ردوبار طلاق دینے کے بعد
 شوہر نے بیوی کو تیسری بار طلاق دے دی تو پھر وہ عورت اس کے لئے حلال
 نہ ہو گی جب تک کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے نہ ہو جائے۔ پھر وہ (دوسرا
 شخص) اس عورت کو طلاق دے دے تب اگر پہلا شوہر اور یہ عورت دونوں یہ
 بات کریں کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھیں گے تو ان کے لئے پھر سے رجوع
 لینے (دوبارہ نکاح کر لینے) میں کوئی مضائقہ نہیں ہے یہ اللہ کی مقرر کردہ
 میں ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے واضح کرتا ہے۔ (۲۳) اور سب تم
 لوگوں کو طلاق دیدو اور ان کی عدت پوری ہونے کو آجائے تو اس صورت
 میں پہلے طریقے سے انہیں روک لیا جائے طریقے سے انہیں رخصت کر دو۔ محض
 کی غرض سے انہیں روکے نہ رکھو۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا تو وہ درحقیقت
 پر ظلم کرے گا۔ اللہ کی آیات و احکام کو کھیل نہ بناؤ۔ بھول نہ جاؤ کہ
 اللہ تعالیٰ (عظیم) نعمت سے تمہیں سرفراز کیا ہے۔ وہ تمہیں نصیبت کرتا ہے کہ جو
 اللہ اور حکمت اُس نے تم پر اتاری ہے اس کا احترام ملحوظ رکھو۔ اللہ سے ڈرو
 (اللہ کو) اپنے بندوں سے متعلق بات کی خبر ہے۔ (۲۴)
 اللہ کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو پھر ان کے

درمیان روکاؤٹ نہ ڈالو کہ وہ اپنے دیر تجرنا شوہروں سے نکاح کر لیں جبکہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔ تمہیں نفیحت کی جاتی ہے کہ اس قسم کی حرکت نہ کرو۔ اگر تم کو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ہو۔ تمہارے لئے مشائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو۔ اللہ ان باتوں کی مصلحتوں کو خوب جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ دیکھو کہ تمہارا علم محدود ہے (۲۳۲)

شرعی احکام و مسائل

ان آیاتِ کریمہ میں اصلاح معاشرہ کے لئے چند بہترین احکام دئے گئے ہیں اور طلاق کی حالت میں بھی مرد اور عورت دونوں کے حقوق کی نگہداشت کی گئی ہے۔ خاص کر عورت کے حقوق کا کچھ زیادہ ہی خیال رکھا ہے۔ چنانچہ طلاق واقعہ سے اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گویا کہ مرد کا ایک طرفہ اقدام ہے، مگر اس صورت میں بھی اسلام نے عورت کی فطری ساخت کا لحاظ رکھتے ہوئے جس طرح قدم قدم پر اس کے حقوق کے نگہداشت کی ہے اور مختلف جمہیتوں سے مرد پر بندشیں عائد کرتے ہوئے عورت کے ساتھ نرمی و ملامت کا رویہ اختیار کرنے کی تاکید کی ہے اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ ان آیات میں مردوں سے خطاب کرتے

ہوئے انہیں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ وہ عورتوں کو ظلم نہ کریں اور ان کے حقوق کو سبوتاژ نہ کریں اور احکام الہی کو مذاق نہ بنائیں بلکہ خدا اور یوم آخرت کا خوف رکھیں۔

غرض اسلام نے عورت کو جسے حقوق دیئے ہیں اور قدم قدم پر جس
 ریح اس کے ساتھ رعایت کی ہے اس سے زیادہ کا تصور بھی ہمیں دیگر مذاہب
 میں نہیں ملتا۔ اسلام نے اگر مردوں کو طلاق کا حق دیا ہے تو عورتوں کو بھی
 طلع حاصل کرنے کا حق دیا ہے کہ اگر مردوں کی طرف سے ظلم و زیادتی ہو رہی ہو تو
 عدالت یا شرعی پنچایت وغیرہ سے رجوع کر کے وہ طلع کے ذریعہ قانونی طور
 پر معاہدہ نکاح کو فسخ کر سکتی ہے جس کا اجمالی تذکرہ ان آیات میں موجود
 ہے۔ اس کے علاوہ اسلام نے عورت کو اور بھی بہت سی رعایتیں دی ہیں اور
 بہت سی خرابیوں کا سد باب کیا ہے بہر حال ان آیات سے مستنبط ہونے
 والے چند اہم احکام و مسائل کی تشریح نمبر وار کی جاتی ہے۔

۱۔ رجعت کا حق صرف دو تک ہے۔

عرب جاہلیت میں رواج تھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو جسنی مرتبہ چاہتا
 طلاق دیتا اور جب چاہتا اس کو اپنے نکاح میں لوٹا لیتا۔ اس ظلم کی وجہ سے
 عورتوں کی زندگی دو بھر ہو گئی تھی لہذا اسلام نے اس ظلم کو مٹانے کے لئے
 مرد کو صرف دو طلاقیں کا حق دیا ہے جس کے بعد وہ اپنی منکوحہ عورت کو
 دوبارہ نکاح کئے بغیر لوٹا سکتا ہے یا اگر وہ تیسری طلاق دیدے گا تو
 عورت اس سے مستقل طور پر جدا ہو جائے گی۔

چنانچہ اس آیت کا سبب نزول مشہور قول کے مطابق یہی ہے کہ یہ
 طلاق جی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں مذکور ہے کہ

تفسیر قرطبی از ابو عبد اللہ محمد انصاری قرطبی، ۱۲۶/۳

دور رسالت میں ایک شخص نے اپنی بیوی سے یوں کہا کہ میں نہ تو تجھے اپنی ٹھکانے والی بنا کے رکھوں گا اور نہ تجھے پوری طرح آزاد ہی کروں گا، جس کے باعث تو بیکار نکاح کر سیکے۔ اس پر پوری نے پوچھا کہ کیسے؟ تو اس نے کہا کہ میں تجھے طلاق دوں گا مگر جب تیسری عدت پوری ہونے کو آئے تو تجھے نو ماہ دوں گا۔ (اور جو بھر ٹھیکے ساتھ یہی طریقہ اختیار کرتا رہوں گا، جس کی وجہ سے تو معلق ہو کر رہ جاتے گی) تب اس عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی۔ اور حضرت عائشہؓ نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ طلاق دینے کے بعد رجوع کرنا جائز صرف دو بار تک ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں جو طریقہ رائج تھا وہ منسوخ ہو گیا۔ نیز حضرت ابن سعودؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ یہ آیت کرمیہ میں دراصل طلاق کا سنت طریقہ بتا گیا ہے۔ یعنی جو طریقہ

بیوی کو وہ طلاق قبل سے چکا ہو، دوسری طلاق سے پہلے
دونوں اقوال کو نفاذ کرنے کے لئے
کی حامل ہو سکتی ہے۔ یہ سید

طلاق سنت ہے کہ
مستحق ہو، یا اگر

شہر الفیاء، کتاب ابن شہیر، ۲۷۱، تفسیر

نیر، ۱۹۶، اور طہ، ابن جریر، ۶/۲ - ۲

نکاح، تفسیر قرطبی، ۳/۲۶

سہران، ابوزی، عبدالرحمن بن جوزی، ۶۳، ۶۴

© rasailoraid.com

یہ ہے اسلامی ضابطہ کی رو سے ایک ایک کر کے طلاق دینے کی حکمت و مصلحت، جس کو صحیح طور پر برتنے کے بعد انسان ندامت و پشیمانی سے بچ جاتا ہے۔ کیونکہ اُسے اس عرصے میں کامل غور و فکر کرنے اور صحیح قدم اٹھانے کا موقع حاصل رہتا ہے۔ لیکن اگر وہ بیک وقت تین طلاق دے دیتا ہے تو یہ سارے فوائد یکلخت ختم ہو جاتے ہیں، اور فکر و غور کا موقع ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ اسی وجہ سے اسلامی شریعت میں بیک وقت تین طلاق دینا سخت گناہ کا باعث ہے۔ بعض ائمہ اسے مکروہ و ناجائز اور بعض حرام سمجھتے ہیں۔

غرض یہ صرف اسلامی قانون ہی کی خصوصیت ہے کہ بیہوشی کو طلاق دے چکنے کے بعد بھی رجوع کرنے کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا ہے۔ بلکہ دی ہوئی طلاق کو واپس لے کر مطلقہ کو دوبارہ بیوی بنانے کا حق پوری طرح باقی رہتا ہے۔ ورنہ دنیا کے دوسرے بھی مذاہب اور کسی بھی قانون میں یہ خصوصیت پائی نہیں جاتی۔ بلکہ اس کے برعکس جب ایک بار طلاق ہو جاتی ہے تو پھر عید کے لئے جدائی ہو جاتی ہے۔ اس اعتبار سے اسلامی قانون دنیا کا انوکھا اور برتر قانون ہے، جو اس کے من جانب اللہ ہونے کی بھی ایک دلیل ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ انوکھا قانون انسانی مذاہب کی تکمیل کرنے والا اور ایک پُر از حکمت قانون ہے، جس میں نہ تو عورت کو ضرر پہنچتا ہے اور نہ ہی مرد کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس قانون کو اچھی طرح سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔

جون ۱۹۸۹ء

۵۳

ابراہیم ناجی — بحیثیت شاعر

جناب ابورغیان اصلاحی، شعبہ عربی ہنر، مدرسہ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

نیات:

مصر کے جدید شعراء میں ایک اہم اور معتبر نام ابراہیم ناجی کا ہے۔ ناجی امتیازی شخصیت اور مفرد لب و لہجہ کا شاعر ہے، جدید شعراء کی کثیر تعداد میں اپنے منفرد اسلوب سے پہچان لیا جاتا ہے، ادبی ذوق باپ سے وراثہ ملا، انھوں نے اسے انگریزی اور عربی ادب پڑھایا۔ اس طرح غریبی و انگریزی ادب پر اس کی اچھی نظر ہو چکی تھی۔ اس کے اوپر تصوف کے اثرات بھی تھے۔

۱۹۹۸ء میں قاہرہ کے مشہور محلہ ”شبرا“ میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس نے ثانوی مدرسہ میں داخلہ لیا جہاں اس کے والد قدیم عربی ادب اور انگریزی زبان کے استاد تھے۔ ان کا شمار اسکول کے اچھے اساتذہ میں تھا۔ انھیں زبان و ادب سے کافی لگاؤ و دلچسپی تھی۔ کتابوں کے مطالعہ کا انھیں غیر معمولی شوق تھا چنانچہ ان کی لائبریری میں عربی اور فارسی کا بڑا وسیع اور قیمتی ذخیرہ موجود تھا۔ یہ علمی ورثہ ناجی کو ملا۔ اس نے دونوں زبانوں کی کتابوں کا مطالعہ کیا۔ اس کے ساتھ شریف الرضی، شوقی، خلیل مطران اور حافظ ابراہیم کے دو اوین پر بھی گہری نظر ڈالی۔